OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 www.arjish.com ISSN (PRINT): 2707-1200
DOI: https://doi.org/10.53575/u12.v6.01(22)110-119

بیمہ کے متعلق مفکرینِ اسلام کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical review of Muslim jurist contribution regarding insurance

Sabir Ali
Lecturer, Islamic Studies, Department of Humanities, Luwamiz, Outhal.
Email: sabir.ali@luawms.edu.pk

Dr. Salahuddin
Assistant Professor, Islamic Studies, Head of Department of Humanities, Luwamiz, Outhal.
Email: salahuddin@luawms.edu.pk

Khuwaja Arshad Ali
Islamic Researcher, V.F Lecturer University of Karachi.
Email: khwajaarshidali@gmail.com

Received on: 15-01-2022 Accepted on: 17-02-2022

Abstract

Islam is a complete code of life and way of life. In which there is complete guidance in all spheres of life including trade, the most difficult issues of halal and haram in Islam have been explained in a very clear and unambiguous manner. For this, some rules and regulations have been laid down, which are the guiding principles. Islam encourages all these methods of trade, in which neither the seller nor the buyer is deceived, and it is forbidden in such ways. These great commercial principles of Islam have in fact been formulated for our own benefit. The Bima (insurance) contract is also one of the modern business contracts that did not exist in the early days of Islamic jurisprudence. He described all the vices in the bima (insurance) contract, which are prohibited by Islamic law and amended it to eliminate these vices and to clarify the legitimacy of insurance so that people can avoid the vices from which Sharia Islam forbids.

Keywords: Insurance, Halal and Haram, Commercial Principle, Modern Business, Islamic Law, jurisprudence

لغوی معنی:

بیمہ فارسی زبان کے لفظ بیم سے ماخوذ ہے، جس کا معنی خوف واندیشہ ہے۔ معاہدہ بیمہ سے اس لفظ کی تھوڑی سی مناسبت یہ ہے کہ اس میں معاشی زبوں حالی یامالی نقصانات کے اندیشہ سے تحفظ وامان حاصل ہوتا ہے اس لئے اسے عہد قدیم میں بیمہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اردو زبان کی مستند لغت فرہنگ آصفیہ میں ہے۔

بیمہ:

ف- اسم مذکر (از بیم) اندیشہ ضرر کا ذمہ، ضمانت، جب سوداگر لوگ نقدی یا جنس وغیرہ کہیں بھیجتے ہیں تو وہ اس شخص کو جو اسکے ضائع یا تلف ہو جانے پر دام بھر دینے کا اقرار کرتا ہے کچھ کمیشن دیتے ہیں اور اس شرط یا اطمینان کو بیمہ کہتے ہیں[1]۔

انگریزی زبان میں اس کا متبادل لفظ انشور ہے جس کا معنی یقین دہانی ہوتا ہے اور عربی میں اسے عقد التامین کہتے ہیں یعنی معاہدہ امان بیمہ، انشور اور تامین سب میں حفظ وامان کا مفہوم قدر مشترک کے طور پر پایا جاتا ہے[2]۔

ڈاکٹر مولانا اعجاز احمد صمدانی لکھتے ہیں:

بیمہ (انشورنس) دراصل دو اطراف میں ہونے والا ایک ایسا عقد (کنٹریکٹ) ہے جس میں ایک جانب سے کچھ رقم دی جاتی ہے اور دوسری جانب سے اس رقم کے بدلے پہلی جانب کو ممکنہ طور پر پیش آنے والے خطرات اور حادثات کی تلافی کی ضمانت دی جاتی ہے۔

انشورنس کے عقد میں بنیادی طور پر دو فریق ہوتے ہیں:

1۔ انشورر، انشورنس کرنے والی کمپنی۔

2۔ انشورڈ وہ شخص جو انشورنس کراتا ہے[3]۔

بیمہ کا لغوی معنی:

بیمہ کے لئے انگریزی زبان میں Insurance (انشورنس) کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور عربی زبان میں اس کو تامین کہا جاتا ہے۔ ان تینوں الفاظ یعنی بیمہ، انشورنس، تامین کے معنی "یقین دہانی" کے ہیں[4]۔

اصطلاحی تعریف:

بیمہ فریقین کے درمیان ایک معاہدے کا نام ہے جس میں ایک فریق (بیمہ کمپنی) دوسرے فریق (بیمہ کرانے والا) کے نامعلوم نقصان کے واقع ہونے پر ایک مقررہ رقم ادا کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور اس کے بدلے دوسرا فریق ایک مقررہ رقم اقساط (پریمیئم) کی شکل میں اس وقت تک ادا کرنے کا عہد کرتا ہے جب تک کہ وہ نامعلوم نقصان واقع نہ ہو جائے[5]۔

بنیادی طور پر عقود کی دو قسمیں ہیں:

(1) عقد تبرع (2) عقد معاوضہ

(1) عقد تبرع کا لغوی معنی ہے:

احسان کرنا، کسی پر مہربانی کرنا اور شرافت کی اصطلاح میں عقد تبرع سے مراد ایسا معاہدہ ہے۔ ایک فریق دوسرے فریق کے ساتھ بطور احسان عقد کر رہا ہو اور اس عقد کے بدلے میں کوئی مالی منفعت حاصل نہ کرے۔ جیسے قرض، ہبہ، وقف وغیرہ

لیکن اگر کسی عقد میں فریقین میں سے ہر ایک معاوضہ کی صورت میں کوئی فائدہ حاصل ہو تو وہ عقد عقد تبرع نہیں۔

(2)عقد معاوضہ:

معاہدہ عقد میں اگر تمام فریقوں کو معاضہ یا بدل کی صورت میں فائدہ حاصل ہو رہا ہو تو ایسے عقد کو عقد معاوضہ کہتے ہیں جیسے عقد بیع کہ اس میں بائع کو ثمن اور مشتری کو مبیع کی صورت فائدہ مل رہا ہو[6]۔

بیع مطلق:

اشیاء صرف کو نقود کے عوض فروخت کرنا، بیع مطلق کہلاتا ہے۔ جیسے روپے دیکر اناج خریدنا وغیرہ

بیع کی سب سے بہترین اور پسندیدہ صورت یہی ہے اس کی وجہ سے معاشرے میں معاشی ترقی رونما ہوتی ہے اور دولت کی حقیقی گردش عمل میں آتی ہے قرآن و سنت جس بیع کا ذکر ہے اس سے مراد بیع مطلق ہے[7]۔

عقد مضاربت:

عقد مضاربت یہ بھی تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو ایک جانب سے کام۔

مال دینے والے کو رب المال کہتے ہیں کام کرنے والے کو مضارب کہتے ہیں مالک نے جو مال دیا ہے اسے رائس المال کہتے ہیں یہ پہلے سے طے شدہ ہوتا ہے کہ سو روپے نفع کی صورت میں پچاس روپے رب المال کے ہونگے۔ نقصان کی صورت میں مالی نقصان رب المال کا ہوگا۔ مضارب کو محنت و کوشش کے بدلے میں کچھ نہ ملنا اس کا نقصان ہے[8]۔

مشارکہ:

دو یا دو سے زائد فریقوں کے درمیان باہمی رضامندی سے طے پانے والے معاہدے کے تحت نفع و نقصان میں شراکت کی بنیاد پر کیے جانے والے کو مشارکہ کہتے ہیں[9]۔

اجارہ:

یہ منفعت کی بیع ہے اصطلاح شرح میں اجارہ ایک ایسا عقد ہے جس میں کسی چیز کا حق استعمال یا منافع، متعین رقم کے بدلے دوسرے شخص کو فروخت کر دیا جائے اور کسی شخص یا شیٔ کی متعین منفعت کو متعین قیمت کے بدلے میں بیچنے کا نام اجارہ کہلاتا ہے[10]۔

شرائط انشورنس:

جن علماء نے انشورنس کو جائز قرار دیا ہے۔ وہ کچھ شرائط بیان کرتے ہیں۔

(1) یہ عقد باقی تمام عقود کی طرح ایجاب و قبول کی طرح کا محتاج ہے موجب و قابل عقد باقی تمام عقود میں معتبر ہیں۔ مثلاً عاقل، بالغ، بائع، خود مختار ہونا وغیرہ اس میں معتبر ہے۔ یہ عقد ہر زبان میں ہو سکتا ہے۔

(2) ورد محل یعنی انشورنس کا تعین فلاں شخص یا فلاں تجارت خانہ کا۔

(3) عقد کرنے والے جانبین کا تعین ہو، اشخاص میں یا ادراک یا کمپنی یا حکومت۔

(4) رقم کا تعین جو اس نے ادا کرنی ہے۔

(5) قسطوں کا تعین جو رہتی ہیں ان کے وقت کا تعین۔

(6) وقتِ انشورنس کا تعین فلاں مہینے یا سال سے اتنے مہینوں یا سالوں تک۔

(7) وہ خطرے جو نقصان کا سبب بنتے ہیں ان کا تعین مثلاً جل جانا، غرق ہونا، چوری ہونا یا گاڑی کا لگ جانا[11]۔

بیمہ کیا چیز ہے؟

ہمارے دور میں بیمہ کا بہت رواج ہے اور اس پر بحث و تحقیق ہوتی رہتی ہے آیا بیمہ میں قمار ہے یا نہیں؟ اور یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بیمہ کا شرعی جائزہ لینے سے پہلے یہ ضروری ہوگا کہ پہلے ہم یہ جان لیں کہ بیمہ کیا چیز ہے؟

بیمہ کے ذریعے کسی فرد یا ادارہ کو پیش آنے والے متوقع نقصان کی تلافی کی جاتی ہے، اور اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ مثلاً بیمہ کمپنی زید کی زندگی کا بیمہ کرتی ہے اور یہ زید بیمہ کمپنی سے دس سال کیلئے دس ہزار کی پالیسی خریدتا ہے، اب چاہئے تھا کہ بیمہ کمپنی اس سے دس سال تک ہر سال ایک ہزار روپیہ بطور قسط وصول کرتی، لیکن وہ ہر سال ایک ہزار دو سو روپے سالانہ وصول کرتی ہے، اور یہ جو زائد دو سو روپے سالانہ ہیں ان میں سے ایک سو روپیہ اس کے دفتر اور اسٹاف کے اخراجات کے ہیں اور ایک سو روپیہ امدادی فنڈ میں داخل کر دیا جاتا ہے اس طرح ہر پالیسی ہولڈر ایک سو روپیہ سالانہ امدادی فنڈ میں داخل کرتا ہے اور اگر کوئی پالیسی ہولڈر اپنی میعاد پوری کرنے سے پہلے فوت ہو جائے اگر اس کی موت طبعی ہو تو اس کی پالیسی کی مساوی رقم اس کے نامزد وارث کے حوالے کر دی جاتی ہے، اسی طرح بس، کارخانے یا جہاز کا بیمہ کیا جائے اور بس کسی حادثے میں تباہ ہو جائے یا کارخانے میں آگ لگ جائے یا جہاز ڈوب جائے تو پہلے طے شدہ پالیسی کے مطابق رقم اس بس، جہاز یا کارخانے کے مالک کر دی جاتی ہے اس کے نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے۔ پالیسی ہولڈر اپنے اقساط کے ذریعہ جو پیسہ بیمہ کمپنی میں داخل کرتے ہیں کمپنی اس کو منجمد نہیں رکھتی بلکہ اس پیسہ کو گردش میں رکھتی ہے، بڑی بڑی عمارتیں خرید کر یا بنوا کر ان کو کرائے پر دیتی ہے، پالیسی ہولڈرز اور تجارتی اداروں کے حصص خریدتی ہے اور اس طریقہ سے جو اس کو نفع حاصل ہوتا ہے اس کو پالیسی ہولڈرز میں تقسیم کرتی ہے، اس نفع کی شرح ہر سال مختلف ہوتی رہتی ہے اور یہ رقم پالیسی ہولڈرز کے کھاتوں میں جمع کر دیتی ہے[12]۔

بیمہ کی تاریخ اور ارتقاء:

بیمہ کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ابتداء میں اس کی زیادہ تر شکلوں میں باہمی تعاون کی روح کارفرما تھی۔ قدیم انسانی تہذیبوں میں دو طرح کے اقتصادیات عام تھیں۔ ایک غیر مالیاتی (قدرتی) نظام جس میں تبادلے کا نظام اور بلا معاہدہ اور مالیاتی دستاویزات کی غیر رسمی تجارت شامل ہے اور دوسرا مالیاتی اقتصادی نظام جس میں کرنسی، روپیہ اور مالیاتی دستاویزات وغیرہ شامل ہیں۔ ازمنہ قدیم میں باہمی خدمت کے معاہدات کے ذریعہ بیمہ کو ترویج دی جاتی تھی یعنی کسی بھی شعبہ میں نقصان کا اوسط معلوم کیے بغیر انسانی گروہوں

نے ایسے خطرات کے مقابلے یا ایسی ضروریات کی تکمیل کیلئے جو اچانک گروہ کے کسی فرد کو پیش آسکتی ہیں یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ گرو کا ہر ہر فرد عام حالات میں ایک مشترکہ فنڈ میں کچھ رقم جمع کرتا رہے تاکہ گروہ کے کسی فرد کو اگر کوئی حادثہ پیش آئے تو بوقت ضرورت اس کی مدد کی جاسکے۔

مالیاتی اقتصادیات میں نقصانات کے تبادلے یا تقسیم کے طریقہ کار کو قدیم چینی اور بابلی تہذیبوں نے تیسری اور دوسری صدی میں اپنایا۔ چین کے بحری سوداگروں نے بحری جہازوں کے ڈوبنے یا تباہ ہونے کی صورت میں ہونے والی نقصان کو پورا کرنے کی روایت کے ذریعہ بیمہ کو فروغ دیا جبکہ بابلی تہذیب نے مشہور ضابطہ حمورابی کے تحت 1750ء میں ایک باقاعدہ نظام تشکیل دیا جو کہ بحیرہ روم کے بحری سوداگروں میں مستعمل رہا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بیمہ کی قدیم روایات حقیقت کے ساتھ رائج ہوتی رہیں اور آج اقتصادی نظام میں نقصانات کے احتمال کو تحفظ دینے کی غرض سے چند اصلاحات کے ساتھ نافذ العمل ہیں[13]۔

بیمہ کے متعلق علامہ ابن عابدین حنفی شامی کی رائے:

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

ہم نے جو بیان کیا ہے کہ دار الاسلام میں اگر کوئی کافر متأمن آئے تو اس کے ساتھ بھی سود اور قمار کا معاملہ جائز نہیں ہے۔ اس جواب سے بیمہ کا مسئلہ بھی واضع ہو گیا جس کے متعلق ہمارے زمانے میں یہ کثرت سوالات کیے جاتے ہیں کیونکہ اب لوگوں میں یہ معمول بن گیا ہے کہ تجار جب کسی حربی سے کوئی جہاز کرائے پر لیتے ہیں تو اس کو کرایہ دینے کے علاوہ دار الحرب میں رہنے والے کسی باشندے کو ایک معین رقم اس شرط پر دیتے ہیں کہ جہاز اگر ڈوب گیا یا جل گیا یا اس کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا یا کسی اور ناگہانی آفت کا شکار ہو گیا تو یہ شخص اس رقم کے بدلے میں اس نقصان کا ضامن ہوگا، اس رقم کو "سوکرہ بیمہ کی رقم" کہا جاتا ہے، اس حربی (انشورنس کمپنی کا مالک) کا ایک وکیل (ایجنٹ) سلطان اسلام کی اجازت سے ہمارے مالک کے ساحلی شہروں میں مستامن بن کر (پاسپورٹ کے ساتھ) رہتا ہے جو تاجروں سے بیمہ کی رقم وصول کرتا ہے اور اگر سمندر میں تاجر کا مال ضائع ہو جائے تو وہ تاجروں کو اس کا پورا پورا معاوضہ ادا کر دیتا ہے[14]

بیمہ زندگی کے متعلق علماء مصر کا نظریہ:

علماء مصر سے پوچھا کیا گیا:

کسی شخص نے بیمہ کمپنی سے عقد کیا کہ اگر وہ (اقساط پوری کرنے سے پہلے مر جائے تو) معین رقم اسکی اولاد کو دیں تو اب اس کے مرنے کے بعد بیمہ کی اس رقم کو اس کی اولاد میں تقسیم کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

علماء مصر نے اسکا جواب دیتے ہوئے فرمایا احکام شرعیہ کا تقاضہ یہ ہے کہ مذکور الصدر عقد شرعی نہ ہو اور بیمہ کی رقم کو اس کے ورثاء میں تقسیم بھی کرنا جائز ہو، تو متوفی نے جس قدر اقساط جمع کرادی تھیں وہ اقساط اس کی جائز ملکیت ہے۔ وہ تمام اقساط بیمہ کمپنی سے لیکر اس کے ورثاء میں

تقسیم کردی جاہیں اور جمع شدہ اقساط سے جو زائد رقم بیمہ کمپنی اپنی خوشی سے محض تبرا اور استحسانا دیتی ہے اور ورثاء بھی اسے قبول کرنے پر راضی ہوں تو شریعت میں بطور احسان اور تبرع کے کسی عطیہ کو لینے کی ممانعت نہیں ہے[15]۔

بیمہ کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کا نظریہ:

مسئلہ ۱۲، ۲۹/ ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ ۱۳۳۳ھ از کلکتہ نمبر ۴۵ کولوٹولہ اسٹریٹ۔

ایک نصرانی المذہب کمپنی کا اعلان ہے کہ اگر کوئی شخص 35 سال کی عمر سے 45 سال تک یعنی 15 سال تک ہر سال چھتر روپے آٹھ آنے کمپنی کو دیا کرے تو 15 برس کی مدت گزرنے کے بعد کمپنی اسے ایک ہزار روپے دے گی، معاہدہ ہونے کے بعد مدت معین ختم ہونے سے پہلے وہ شخص مر گیا تو یہی کمپنی اس کے ورثاء کو ایک ہزار روپے دے گی۔ جبکہ لوٹایا جانے والی رقم، ادا کئے گئے رقم مذکورہ سالانہ سے ایک سو سینتالیس روپیہ آٹھ آنے کم بنتے ہیں۔ ایسی صورت میں کمپنی سے مذکورہ شرط کے ساتھ روپیہ وصول کرنا یا دینا جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں یہ قمار کی صورت ہے اور عمر کی میعاد وہ رکھی ہے جس میں غالب حیات ہے حدیث پاک میں ہے:

" اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین"

اور بحال حیات ظاہر ہے کہ ایک سو سینتالیس روپے آٹھ آنے کا نقصان ہے کافر کے ساتھ ایسا معاملہ جس میں غالب پہلو اپنے نقصان کا ہو جائز نہیں،

کما نص علیہ فی فتح القدیر، واللہ تعالٰی اعلم[16]۔

بیمہ کے متعلق مودودی کا نظریہ:

سوال:

انشورنس کے مسئلے میں مجھے تردد لاحق ہے اور صحیح طور پر سمجھ میں نہیں آسکا کہ آیا بیمہ کرانا اسلامی نقطہ نظر سے جائز ہے یا ناجائز؟ اگر بیمہ کا موجودہ کاروبار ناجائز ہو تو پھر اسے جائز بنانے کیلئے کیا تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں؟

اگر موجودہ حالات میں ہم اسے ترک کردیں تو اس کے نتیجے میں معاشرے کے افراد بہت سے فوائد سے محروم ہو جائیں گے۔ دنیا بھر میں یہ کاروبار جاری ہے ہر قوم وسیع پیمانے پر تنظیم کر چکی ہے اور اس سے مستفید ہو رہی ہے۔ مگر ہمارے ہاں ابھی تک اس بارے میں تامل اور تذبذب پایا جاتا ہے۔ آپ اگر اس بارے میں صحیح صورت میں رہنمائی کریں تو ممنون ہونگا۔

انشورنس کے بارے میں شرع اسلامی کی رو سے تین اسلامی اعتراضات ہیں جن بناء پر اسے جائز نہیں ٹھرایا جاسکتا۔

اول:

یہ کہ انشورنس کمپنیاں جو روپیہ پریمیئم کی شکل میں وصول کرتی ہیں اور اس ناجائز کاروبار میں وہ لوگ آپ سے آپ کے حصہ دار بن جاتے

ہیں جو کسی نہ کسی شکل میں اپنے آپ کو یا اپنی کسی چیز کو ان کے پاس انشور کراتے ہیں۔

دوم:

یہ کہ موت یا حوادث یا نقصان کی صورت میں جو رقم دینے کی ذمہ داری کمپنیاں اپنے ذمہ لیتی ہیں اس کے اندر قمار کا اصول پایا جاتا ہے۔

سوم:

یہ کہ آدمی کے مر جانے کی صورت میں جو رقم دی جاتی ہے، اسلامی شریعت کی رو سے اس کی حیثیت مرنے والے کے ترکے کی ہے۔ جسے شرعی وارثوں میں تقسیم ہونی چاہیے۔ اگر یہ رقم ترکہ کی حیثیت میں تقسیم نہیں کی جاتی بلکہ اس شخص یا ان اشخاص کو دی جاتی ہے جن کیلئے پالیسی ہوا اور روپے وصیت کی ہو۔ حالانکہ وارث کے حق میں شرعا وصیت ہی نہیں کی جاسکتی۔

اب رہا یہ سوال کہ انشورنس کے کاروبار کو اسلامی اصول پر کس طرح چلایا جاسکتا ہے تو اس کا جواب اتنا آسان نہیں جتنا یہ سوال آسان ہے اس کیلئے ضروری کہ ماہرین کی ایک مجلس ہو جو اصول بھی جانتی ہو اور انشورنس کے معاملات کو بھی جانتی ہو، اس پورے معاملہ کا جائزہ لے اور انشورنس کے کاروبار ایسی اصطلاحات تجویز کرے جن سے کاروبار بھی چل سکتا ہو اور شریعت کے اصولوں کی خلاف ورزی بھی نہ ہوتی ہو۔ جب تک یہ نہ ہو ہمیں کم از کم یہ تو تسلیم کر لینا چاہئے کہ ہم غلط کام کر رہے ہیں۔ غلطی کا احساس بھی اگر ہم میں باقی نہ رہے تو پھر اصلاح کی کوشش کا کوئی سوال ہی نہیں شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے وہ سب حلال ہے یا اس بناء پر حلال ہونا چاہیے کہ دنیا میں اس کا چلن ہو گیا ہے۔

ایک مسلمان قوم ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم جائز و ناجائز میں فرق کریں اور اپنے معاملات کو جائز طریقوں سے چلانے پر اصرار کریں[17]۔

(ترجمان القرآن اگست 1962ء)

بیمہ کے متعلق شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی کا نظریہ:

فقیہ العصر علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے نزدیک بیمہ کی اسکیم انسانی معاشرہ کیلئے مفید اور لائق عمل ہے۔ لیکن بیمہ کا موجودہ طریقہ کار اسلامی احکام کے بر خلاف ہیں اور اگر بیمہ کے اس نظام کو شریعت اسلامیہ کے مطابق پھیر دیں تو بلاشبہ یہ عمل اخوت کے زیادہ قریب ہے۔ اس لئے احکام شریعت کے مطابق اس طریقہ کار کی تطہیر ضرورت ہے۔

بیمہ کے موجودہ نظام کے شرعی مفاسد:

(1) بیمہ کمپنی اپنے جمع شدہ سرمایہ کو گردش میں رکھنے کیلئے دیگر اداروں کو سود پر قرض فراہم کرتی ہے۔

(2) بیمہ کرانے والے کو بھی اگر قرض لینا ہو تو بیمہ کمپنی اس کو بھی سود پر قرض دیتی ہے۔

(3) بیمہ کرانے والا اگر کچھ اقساط ادا کرنے کے بعد باقی اقساط نہ دے تو اس کی رقم اس کو واپس نہیں دی جاتی اور یہ ظلم اور ناجائز ہے۔

(4) بیمہ کی مدت پوری ہونے کے بعد بیمہ کرانے والے کو اس کی رقم مع سود کے لوٹاتی ہے جو کہ اسلامی احکام کی روح سے حرام ہیں۔

(5) مدت پوری ہونے سے پہلے اگر کوئی شخص طبعی طور پر یا حادثے میں انتقال کر جائے تو اس کی پہلی صورت میں پوری مدت کی رقم اور دوسری صورت میں دگنی رقم دی جاتی ہے۔ اب اس کو زیادہ جو رقم دی جاتی ہے اس کو اگر لازم قرار دیا جائے (جیسا کہ عملاً اسی طرح ہے) تو یہ عقد صحیح نہیں ہے اور اگر اس کو تبرع اور احسان قرار دیا جائے تو یہ واقع کے خلاف ہے۔

(6) زندگی کا بیمہ کرانے والا اپنے کسی وارث کے نام بیمہ کی رقم نامزد کر دیتا ہے اور وہ رقم مرنے کے بعد اس وارث کو ملتی ہے اور یہ نامزدگی وصیت ہے اور اسلام میں وارث کیلئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں میں ورثاء کے حصص مقرر کر دیے ہیں اور امام دار قطنی حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں لا وصیۃ لوارث وارث کیلئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے[18]۔

بیمہ کے موجودہ نظام کے لئے قابل عمل اصلاحی ترامیم:

یہاں تک ہم نے یہ بیان کیا کہ بیمہ کے موجودہ نظام میں کیا خرابیاں ہیں اور کیا نہیں ہیں اس کے بعد ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ ان خرابیوں کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔

(1) پہلی خرابی ہم نے یہ ذکر کی تھی کہ بیمہ کمپنی اپنے جمع شدہ سرمایہ کو گردش میں رکھنے کیلئے دیگر اداروں کو سود پر قرض فراہم کرتی ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ بیمہ کمپنی شرکت اور مضاربت کے اصول پر اپنا سرمایہ لگائے، اس کے علاوہ مختلف کاروباری اداروں کے حصص خریدے جا سکتے ہیں۔ اور بڑی بڑی عمارتیں خرید کر ان کو کرائے پر دیا جا سکتا ہے۔

(2) بیمہ کرانے والے کو سودی قرض نہ دیا جائے۔

(3) بیمہ کرانے والا اگر کچھ اقساط جمع کرا کر باقی اقساط جمع نہ کرے اس کی رقم واپس کر دی جائے البتہ اس سے دفتری اخراجات وضع کر لیے جائیں۔

(4) بیمہ کرانے والوں کو بیمہ کمپنی شریک قرار دے اور ان کے سرمایہ کو حصص قرار دے اور ان کے حصص کا جس قدر اوسط منافع بنتا ہے وہ ان کو دے دیا جائے البتہ کمپنی اپنا کمیشن مقرر کر کے اس کو وضع کر سکتی ہے۔

(5) بیمہ کمپنیوں کو حکومت اپنی تحویل میں لے لے اور یہ جبری قانون بنا دے کہ بیمہ پالیسی پر اتنے فیصد امدادی فنڈ کی رقم کاٹی جائے گی اور ان جمع شدہ فنڈ سے ان بیمہ کرانے والوں کی مدد کی جائے گی جو کسی ناگہانی حادثہ کا شکار ہو جائیں یا کسی پالیسی کی مدت پوری کرنے سے پہلے انتقال کر جائیں، لوگوں کی فلاح اور بہبود کے لئے حکومت ایسا قانون بنا سکتی ہے۔ کیونکہ امدادی فنڈ میں چندہ دینا ہر چند کہ مستحب ہے اور فی نفسہ واجب ہے نہیں لیکن قاعدہ یہ ہے کہ امام اگر مباح کام کا بھی حکم دے تو وہ واجب ہو جاتا ہے[19]۔

مسلمانوں کی فلاح کے لئے حکومت کسی امر مباح کو واجب کر سکتی ہے

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

جب امام (اسلامی حکومت کا سربراہ) ایام ممنوعہ کے علاوہ کسی دن میں روزہ رکھنے کا حکم دے تو اس دن روزہ رکھنا واجب ہے۔ کیونکہ ہم باب العید میں بیان کر چکے ہیں کہ غیر معصیت میں امام کی اطاعت واجب ہے۔

باب العید میں علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

نماز کے امام پر سربراہ مملکت کی اطاعت کرنا واجب ہے اس پر لازم ہے کہ وہ سربراہ مملکت کی رائے کے مقابلہ میں اپنے امام مجتہد کے رائے کو ترک کردے کیونکہ نبی کریم کا ارشاد ہے: کسی شخص کو امام (سربراہ مملکت) اس لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے سو تم اس (کی رائے) سے اختلاف نہ کرو" لہذا جب تک سربراہ کی رائے کا یقینی طور پر غلط ہونا ظاہر نا ہو جائے اس وقت تک اس کی اتباع کرنا واجب ہے[20]۔

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی لکھتے ہیں:

جائز اور صحیح کاموں کے لئے حکومت کا ہنگامی ٹیکس وصول کرنا بالاتفاق صحیح ہے مثلاً کسی مشترک نہر کو کھودنا مقصود ہو یا پولیس کو تنخواہ دینا ہوں یا لشکر تیار کرنے کے لیے فوج کو تنخواہیں دینا ہوں مسلمان قیدیوں کو چھڑانا ہو وغیرہا، ان ٹیکسوں کی ادائیگی میں ایک شخص کا دوسرے کی طرف سے ضامن بننا بالاتفاق صحیح ہے[21]۔

علامہ بابرتی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

ان ٹیکسوں کی ادائیگی کی ضمانت دینا بالاتفاق جائز ہے، کیونکہ جن ٹیکسوں کا ادا کرنا امام (اسلامی حاکم) نے واجب قرار دیا ہو اس کا ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے کیونکہ مسلمانوں کی خیر خواہی میں حکمران کی اطاعت کرنا مسلمان پر واجب ہے[22]۔

اور علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

کیونکہ ان ناگہانی ٹیکسوں کا ہر خوشحال مسلمان پر ادا کرنا واجب ہے کیونکہ جن کاموں کی مصلحت ہو ان میں حکمران کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

جہاں تک بیما اور تکافل کے شروع کرنے کے مقاصد کا تعلق ہے تو دونوں کے قیام کا مقصد ایک ہی ہے۔

اور وہ ہے، لوگوں کو پیش آمدہ مالی نقصان کی تلافی کیلئے امکانی حد تک مالی امداد فراہم کرنا۔ ان کے نقصانات کے بوجھ کو کسی حد تک کم کرنا۔

یہ نظریہ اپنے مقصد کے اعتبار سے یقینا قابل تحسین اور پسندیدہ ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے[23]۔

"واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ"

اللہ رب العزت اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے جب بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

---

1 - مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ (ترقی اردو بیورو، دلی) ص469، ج1

2- فیض احمد اویسی، مفتی، بیمہ کا نعم البدل (کراچی: عطاری کتب خانہ، شہید مسجد کھارادر) ص2

3-ڈاکٹر، مولانا اعجاز احمد، صمدانی، اسلامی بینکاری اور غرر (لاہور: ادارہ اسلامیات کراچی) ص94

4- فیض احمد اویسی، مفتی، بیمہ کا نعم البدل (کراچی: عطاری کتب خانہ، شہید مسجد کھارادر) ص2

5-اردو دائرہ معارف اسلامیہ (زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب، لاہور 1980ء) ص456، ج14

6-احمد بن محمد بن احمد، ابو الحسین قدوری (لاہور: ضیاء القرآن پبلشرز) ص154، ج1

7-محمد لیاقت علی، علامہ، فیوضات الرضویہ فی تشریحات الھدایہ المعروف بہ شرح ھدایہ (لاہور: شبیر برادرز، اردو بازار) ص25، ج10

8-شرکت و مضاربت کا کاروبار اور اسلامی اصول، معیشت میڈیا، 2014،

http://urdu.maeeshat.in/category/%d8%ae%d8%a8%d8%b1%db%8c%da%ba/%d8%a7%d8%b3%d9%84%d8%a7%d9%85%db%8c-/%d9%85%d8%a7%d9%84%db%8c%d8%a7%d8%aa

9 - عمران احمد، غلام شبیر، منیر احمد، اسلامی بینکاری کے بارے میں عمومی سوالات (اسٹیٹ بینک آف پاکستان) ص11

10-Islamic banking & Takaful،

http://shariat-banking.blogspot.com/2017/01/blog-post_18.html

11- مولانا محمد عابد چشتی، لیزنگ کی شرعی حیثیت (کراچی: اسلامک فقہ اکیڈمی)، ص16

12-غلام رسول، علامہ سعیدی، شرح صحیح مسلم (لاہور: فرید بک سٹال، 38 اردو بازار) ص846، ج5

13-عام بیمہ اور تیسرے فریق کی ذمہ داری General insurance and third party liability

http://ljcp.gov.pk/Menu%20Items/Publications/Public%20Awareness%20Program/2014/1.pdf

14- سید محمد امین ابن عابدین، شامی، ردالمحتار (استنبول: مطبعہ عثمانیہ 1327ھ) ص792، ج1

15-غلام رسول، علامہ سعیدی، شرح صحیح مسلم (لاہور: فرید بک سٹال، 38 اردو بازار) ص860، ج5

16- امام احمد رضا خان، بریلوی، فتاوی رضویہ (کراچی: مدینہ پبلشنگ کمپنی) ص312 تا 315، ج11

17-سید ابوالاعلی، مودودی، رسائل و مسائل (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز) ص312 تا 314، ج3

18-غلام رسول سعیدی، علامہ، شرح صحیح مسلم (لاہور: فرید بک سٹال، 38 اردو بازار) ص، 866، 865، ج5

19-غلام رسول سعیدی، علامہ، شرح صحیح مسلم (لاہور: فرید بک سٹال، 38 اردو بازار) ص867، ج5

20-سید محمد امین ابن عابدین، شامی، ردالمحتار (استنبول: مطبعہ عثمانیہ 1327ھ) ص780، 792، ج1

21- علی بن ابی بکر، ابو الحسن المرغینانی، ہدایہ اخیرین (ملتان: مطبوعہ شرکۃ علمیہ) ص125

22- محمد بن محمود، علامہ بابرتی، عنایہ علی ہامش فتح القدیر (سکھر: مکتبہ نوریہ رضویہ) ص332، ج6

23- کمال الدین، علامہ ابن ہمام، فتح القدیر (سکھر: مکتبہ نوریہ رضویہ) ص332، ج6

References

1. Molvi Syed Ahmad Dehlvi, Farhang Asifia (Development Urdu Bureau, Delhi), p. 469, vol. 1
2. Faiz Ahmad Owaisi, Mufti, Bima Kanam-ul-Badal (Karachi: Attari Library, Shaheed Masjid Kharadar) p.2
3. Dr. Maulana Ejaz Ahmad, Samdani, Islamic Banking and Gharar (Lahore: Institute of Islamic Studies Karachi), p. 94
4. Faiz Ahmad Owaisi, Mufti, Bima Kanam-ul-Badal (Karachi: Attari Library, Shaheed Masjid Kharadar), p.2
5. Urdu Circle Ma'arif Islamia (Organized by Danishgah Punjab, Lahore, 1980) p. 456, vol. 14
6. Ahmad bin Muhammad bin Ahmad, Abul Husayn Qudduri (Lahore: Zia-ul-Quran Publishers), p. 154, vol. 1
7. Muhammad Liaquat Ali, Allama, Fiwdat al-Radwiyah fi Interpretation al-Hidaya, also known as Sharh Hidaya (Lahore: Shabbir Brothers, Urdu Bazaar), p. 25, p. 10
8. The Business of Participation and Islamic Principles, Economy Media, 2014.
9. http://urdu.maeeshat.in/category/%d8%ae%d8%a8%d8%b1%db%8c%da%ba/%d8%a7%d8%b3%d9%84%d8%a7%d9%85%db%8c-%d9%85%d8%a7%d9%84%db%8c%d8%a7%d8%aa/
10. Imran Ahmed, Ghulam Shabbir, Munir Ahmed, General Questions about Islamic Banking (State Bank of Pakistan) p.11
11. Islamic banking & Takaful,
12. http://shariat-banking.blogspot.com/2017/01/blog-post_18.html
13. Maulana Muhammad Abid Chishti, Shari'a status of lisnag (Karachi: Islamic Fiqh Academy), p. 16
14. Ghulam Rasool, Allama Saeedi, Sharh Sahih Muslim (Lahore: Farid Book Stall, 38 Urdu Bazar), p. 846, vol. 5
15. General insurance and third-party liability. General insurance and third party liability http://ljcp.gov.pk/Menu%20Items/Publications/Public%20Awareness%20Program/2014/1.pdf
16. Sayyid Muhammad Amin ibn Abidin, Syrian, Rad al-Muhtar (Istanbul: Usmania, 1327 AH), p. 792, vol. 1
17. Ghulam Rasool, Allama Saeedi, Sharh Sahih Muslim (Lahore: Farid Book Stall, 38 Urdu Bazar), p. 860, vol. 5
18. Imam Ahmad Raza Khan, Barelvi, Fataawa Rizvia (Karachi: Madina Publishing Company), pp. 312-315, vol. 11
19. Sayyid Abwala Ali, Maududi, Magazines and Issues (Lahore: Islamic Publisher), pp. 312-314, vol. 3
20. Ghulam Rasool Saeedi, Allama, Sharh Sahih Muslim (Lahore: Farid Book Stall, 38 Urdu Bazar), pp. 865, 866, vol. 5
21. Ghulam Rasool Saeedi, Allama, Sharh Sahih Muslim (Lahore: Farid Book Stall, 38 Urdu Bazar), p. 867, vol. 5
22. Sayyid Muhammad Amin ibn Abidin, Syrian, Rad al-Muhtar (Istanbul: Usmania 1327 AH), pp.792,780, vol. 1
23. Ali ibn Abi Bakr, Abu l-Hasan al-Marghinani, Hidaya Akhrin (Multan: Sharqat-e-Ilmiyyah), p. 125
24. Muhammad bin Mahmud, Allama Babarqi, Anayah Ali Hamish Fath al-Qadeer (Sukkur: Maktaba Nooria Rizvia), p. 332, vol. 6
25. Kamal-ud-Din, Allama Ibn Hammam, Fath al-Qadeer (Sukkur: Maktaba Nooria Rizvia), p. 332, vol. 6